ISSN(**Print**): 2709-9636 | ISSN(**Online**): 2709-9644
Volume 2, Issue IV, (October to Decmber2021)

ڈاکٹر بسمینہ سراج
اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ اُردو شہید بینظیر بھٹو خواتین یونیورسٹی پشاور
ڈاکٹر روبینہ رشید
لیکچرر شعبہ اُردو شہید بینظیر بھٹو خواتین یونیورسٹی پشاور
نبیلہ شاہین
ایم فل سکالر شعبہ اُردو شہید بینظیر بھٹو خواتین یونیورسٹی پشاور

سچ کی دریافت "میٹھا سچ" کے تناظر میں

Dr Bismina Siraj
Assistant Professor Department of Urdu, Shaheed Benazir Bhutto Women University Peshawar
Dr Robina Rashid
Lecturer Department of Urdu, Shaheed Benazir Bhutto Women University Peshawar
Nabila Shaheen
M.Phil. Scholar Department of Urdu, Shaheed Benazir Bhutto Women University Peshawar

Discovering Truth in the Context of "Meetha Sach"

Farheen Choudhry possesses an astute, elegant and graceful personality. She is blessed with a broad array of capabilities. She has proven her mettle in the fields of novel writing, poetry, drama, anchoring and production. She believes in realistic writing and is strictly against romantic, unrealistic and supernatural fantasies. She believes such purposeless writing only disturbs the immature minds. She is the flag bearer of honesty and truthfulness. She has faced numerous challenges and oppositions due to her bold and reality oriented nature. She has portrayed herself as a wise poetess. Her poetic wisdom reflects humanity's outcry, life's undulations and societal torture. She not only highlights the social issues of recent times in her novels but also pinpoints them in her columns for their effective mitigation as she considers societal problems as her own.

ISSN(**Print**): 2709-9636 | ISSN(**Online**): 2709-9644
Volume 2, Issue IV, (October to Decmber2021)

According to her "Only that literature will survive the test of times which represents the oppressed and deprived community of society".
Keywords: *Elegant. Reality. Social issues. Societal .Torture. Capabilities.*

افسانہ اپنی امتیازی خصوصیات کے باعث اصنافِ ادب میں ایک علیحدہ وجود رکھتا ہے جس کا انحصار زیادہ تر اُس کے موضوع پر ہوتا ہے۔ اردو ادب میں افسانوی نثر نے اپنے دلچسپ پن کی بدولت بہت ترقی کی ہے اس ترقی کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ اس صنفِ نے زندگی کے ہر گوشے سے پردہ اٹھایا اور حقیقت کے رنگ پیش کئے ہیں۔ اگر یہ رنگ زندگی کے حقائق اور واقعات پر مبنی ہو تو ایک عمدہ افسانے کی تخلیق میں نمایاں کردار ادا کرتا ہے۔ انسانی زندگی جتنی وسیع ہے اُتنی ہی وسعت افسانہ کے موضوعات میں پائی جاتی ہے۔ ایک حساس ادیب محض وقتی خوشی کے حصول کے لئے افسانہ تخلیق نہیں کرتا بلکہ سماجی حقیقت کے بیان کے لئے قلم اٹھاتا ہے تاکہ اپنے ارد گرد پیش آنے والے واقعات و حالات اور اس کے نتیجے میں پیدا ہونے والی صورت حال قارئین کو دکھا سکے۔

فرحین چودھری کا نام افسانہ پڑھنے والوں کے لئے نیا نہیں ہے۔ اُردو ادب میں اُن کا نام کئی حوالوں سے پہچانا جاتا ہے۔ وہ ایک کالم نگار، ایک شاعرہ، ناول نگار، ڈرامہ نگار، خاکہ نگار، سفر نامہ نگار، ریڈیو، ٹیلی ویژن کی اینکر پرسن ہیں لیکن ان تمام میں سب سے مضبوط حوالہ افسانہ نگاری ہے۔ اب تک ان کے چار افسانوی مجموعے شائع ہو چکے ہیں۔ اُن کے افسانوں کے موضوعات میں رنگا رنگی ہے لیکن افسانوی مجموعوں کے ناموں میں یکسانیت ہے یعنی فرحین سچ کی تلاش میں سرگرداں نظر آتی ہیں۔ اس لئے وہ کبھی "سچے جھوٹ" کبھی "آدھا سچ" اور "میٹھا سچ" ڈھونڈھنے کی کوشش کرتی ہے اور جب سچ اپنی تمام تر کرواہٹ کے ساتھ سامنے آتا ہے تو اُسے "شوگر کوٹڈ" کہنے پر مجبور ہو جاتی ہے۔

> فرحین چودھری گزشتہ کئی دہائیوں سے سچے جھوٹ بول رہی ہے۔ کبھی وہ آدھا سچ بولتی ہے، کبھی سچ کو شوگر کوٹڈ گولی کی صورت میں پیش کرتی ہے، کبھی اپنے سچ کو میٹھا سچ کہتی ہے جو اتنا میٹھا بھی نہیں ہوتا لیکن وہ اپنے سچ کا کوئی بھی نام رکھ لیں وہ ہمیشہ پورا سچ ہی بولتی ہے۔ اسے سچ کی شدت سے تلاش ہے۔ (۱)

میٹھا سچ کی تلاش "گیلے پر" سے شروع ہو کر "زہریلا بیج" پر ختم ہو جاتی ہے۔ اس سچ میں ہماری ملاقات کبھی "لڑم" سے کبھی "کیکٹس" سے اور کبھی "سپنی" سے ہوتی ہے۔ جب "سفید بھالو" کو "دائرے" میں "دیمک" لگنے لگتی ہے تو "نقب زن"، "موتی مچھلی اور جل پری" کے ساتھ "بیل کہانی" اور "جمعرات کی چادر"

ISSN(**Print**): 2709-9636 | ISSN(**Online**): 2709-9644
Volume 2, Issue IV, (October to Decmber2021)

میں "خوشبودار کچرا" "گھونسلے" میں ڈال کر "دل دروازے" پر "باسٹرڈ کون" کی صدا لگاتا ہے تو فرحین یہ کہنے پر مجبور ہو جاتی ہے کہ۔

> میری پر کہانی مرے اشعار ہی کی مانند مجھ پر آمد کی صورت نازل ہوتی ہے بس ایک جملہ چھناکے سے ذہن کے صحن میں اُترتا ہے پھر کہانی آگے آگے اور میں قلم لئے اس کے پیچھے پیچھے یہاں تک کہ کہانی کا اختتام ہو جاتا ہے۔ (۲)

میٹھا سچ کے افسانوں میں معاشرے کے نچلے اور متوسط طبقے کی زندگی اور ان کی محرومیوں کو بڑے خوب صورت انداز میں پیش کیا گیا ہے۔وہ زندگی کو تراش خراش کر کے پیش نہیں کرتی بلکہ جو جس طرح ہے اُسی طرح پیش کرتی ہیں مثلاً افسانہ دیمک کی زینو کی زندگی کے نفع نقصان کا نقشہ یوں بیان کیا ہے۔

> "زینو جھونپڑی کے اندر لیٹی رات گئے تک اکثر اپنی زندگی کا رجسٹر کھولے جمع نفی کا حساب کرتی رہتی۔ تیرہ سال کی عمر میں چالیس سالہ رنڈوے سے شادی۔پہلی نفی تین بچوں کی یکے بعد دیگرے پیدائش و اموات،دوسری نفی اندھی بیوہ ماں کا گاڑی تلے کچلے جانا،تیسری نفی اور پھر جانے کتنی ہی خوشیوں اور مسکراہٹوں کی نفی۔دکھوں اور آہوں کی جمع کے بعد طلاق والی نفی (۳)

فرحین چودھری کے افسانوں میں مکالموں اور کرداروں کی مطابقت اس بات کی علامت ہے کہ وہ کردار نگاری کے اصولوں کو ہمیشہ پیش نظر رکھتی ہیں۔وہ پلاٹ،کردار اور مکالمے پر یکساں توجہ دیتی ہیں۔اُن کے مکالموں میں معاشرتی اور تہذیبی زندگی کے تضاد بڑے واضح طور پر سامنے آتے ہیں کیونکہ ان مکالموں میں افسانہ طرازی کی بجائے حقیقت کا اظہار ہے۔افسانہ نقب زن میں ڈاکٹر کا اپنی دونوں بیویوں اور بیٹیوں پر حد سے زیادہ پابندیوں اور گھر کے قید سے کبھی کبھی نکلنے کی عکاسی ان الفاظ میں کرتی ہیں۔

> رات گئے کبھی کبھار تمام خواتین ڈاکٹر کے ساتھ ڈربے کی مرغیوں کی طرح سر پر ڈوپٹے لپیٹے بتیاں بجھا کر تھوڑی دیر کو ہوا خوری کے لئے آتیں۔یوں جیسے مچھلیاں سانس لینے کو سطح آب پر ابھرتی ہیں چند لمحے اور پھر گہرے پانی میں غوطہ لگا جاتی ہے۔فرق اتنا تھا کہ مچھلیاں سطح آب پر اُبھرنے اور غوطہ لگانے کے عمل میں آزاد تھیں۔ (۴)

ISSN(**Print**): 2709-9636 | ISSN(**Online**): 2709-9644
Volume 2, Issue IV, (October to Decmber2021)

افسانہ نقب زن میں یہ دکھایا گیا ہے کہ گھریلو پابندیاں لگا کر والدین یہ سمجھتے ہیں کہ ہماری اولاد محفوظ ہے باہر کے گندے ماحول کا ان پر اثر نہیں ہو گا لیکن وہ بھول جاتے ہیں کہ گھر کے دروازے بند کر دینے سے تالے لگا لینے سے اور گھروں میں اولاد کو قید کر دینے سے کوئی فرق نہیں پڑتا کیونکہ انٹرنیٹ کا فولادی دیو گھر کی کھڑکیوں، دروازے سے نہیں بلکہ ایک ننھی سی تار کے ذریعے گھر میں داخل ہو کر وہ تباہی مچاتا ہے جو کسی کے خواب و خیال میں بھی نہیں ہوتا۔

ہمارے ہاں اکثر افسانہ نگار کردار نگاری کے اصولوں کو نہیں برتتے اور اس ضمن میں بنیادی مسائل سے آنکھیں چرا لیتے ہیں۔اس لئے افسانوں کے ایسے کردار محض پتلی دکھائی دیتے ہیں۔ فرحین کے کردار جامد نہیں ہوتے بلکہ ان میں فطری ارتقا پایا جاتا ہے اور وہ اپنے ماحول اور مزاج کے مطابق عمل کرتے ہیں اور جب افسانے کا اختتام ہوتا ہے تو قاری منطقی نتائج کی روشنی میں بغیر کسی پس و پیش کے کہانی کے انجام کو قبول کر لیتا ہے۔

خوشبودار کچرا میں غریب طبقے کی عکاسی کی گئی ہے کہ کس طرح معاشرے میں غریبوں کا استحصال کیا جاتا ہے۔ غریب لوگ امیروں کے کچرے سے اپنے لئے خوراک تلاش کر کے اپنے پیٹ کا دوزخ بھرتے ہیں۔ غریبوں کے لئے امیروں کا کچرا بھی خوشبودار ہوتا ہے کچرے میں معمولی بیکار چیزوں کو غریب لوگ کباڑیے پر بیچ کر زندگی کی ضروریات پوری کرتے ہیں۔

> افسانے میں کچرے کو خوشبودار کہا گیا اس کچرے کو جو امارت و عیش و طرب کے ڈھیر پر برا بدبودار تھا جہاں ایک دولت و ثروت کی ہوس ایک معصوم بچی کو بھی اپنی ہوس پر قربان چھڑھا دے۔لال غباروں کی خواہش سے لال گاڑی کی بھینٹ چڑھ گئی۔ کچرے سے رزق تلاش کرنے والے وافر رزق رکھنے والوں کے شکار ہو جاتے ہیں۔ یہ ہیں ہمارے سماج کے بے حس رویے جہاں غربت ایک طعنہ ایک گالی بن جاتی ہے۔ (۵)

فرحین کے افسانوں میں بھرتی کے کردار نہیں ہوتے اور نہ ہی بہت زیادہ کرداروں کی وجہ سے افسانے کو پیچیدہ بنایا جاتا ہے بلکہ کم سے کم کرداروں کی بدولت افسانے میں ایک خوب صورت فضا تخلیق کی جاتی ہے۔ افسانہ خوشبودار کچرا میں کل تین کردار ہیں۔ ایک بوڑھا دادا، ایک پوتا اور ایک چھوٹی پوتی۔ان کے ارد گرد کہانی چلتی ہے۔اس افسانے میں غریب لوگوں کی محرومیوں کی بھرپور عکاسی کی گئی ہے، معاشرے کے تمام غریب لوگ چور، ڈاکو اور بدمعاش نہیں ہوتے بلکہ غریب لوگ اپنی محرومیوں اور معاشی بدحالی کے باوجود اخلاص اور محبت کی

ISSN(**Print**): 2709-9636 | ISSN(**Online**): 2709-9644
Volume 2, Issue IV, (October to Decmber2021)

دولت سے مالا مال ہوتے ہیں۔ ان کے دل میں کسی قسم کا لالچ نہیں ہوتا اور نہ ہی کسی کی مالداری سے حسد کرتے ہیں لیکن امیر طبقہ بے حسی، لاپرواہی اور اپنی امارت کے زعم میں غریبوں کی پرواہ نہیں کرتے۔ اس افسانے میں لال غبارہ اور ننھی خیر و اس استحصال کی ایک بہت بڑی مثال ہے کہ غریب کے بچوں کو غبارہ جیسی معمولی کھلونے بھی نصیب نہیں ہوتے۔

فرحین چودھری کا مشاہدہ وسیع ہے انہوں نے اپنے معاشرے کا باریک بینی سے مشاہدہ کر کے اس کو بعینہ ویسا ہی اپنے افسانوں میں پیش کیا ہے۔ وہ نہ صرف مسائل اور خامیوں کی نشان دہی کرتی ہیں بلکہ ان کا حل بھی ڈھونڈنے کی کوشش کرتی ہیں۔ وہ نہ صرف معاشرے کی خامیاں نہیں بتاتی بلکہ معاشرے کی اچھی روایات کے مثبت پہلوؤں کو بھی اجاگر کرتی ہیں۔ جس طرح ایک ماہر سرجن تیز بلیڈ سے جسم سے گلے سڑے کینسر زدہ حصوں کو الگ کرتا ہے۔ فرحین بھی اپنے قلم کی نوک سے معاشرے کے گلے سڑے حصوں کی نشاندہی کر کے اپنے خلوص، محبت اور ہمدردی کی پٹی رکھنے کا کام کرتی ہیں۔ فرحین کا کام نشتر لگانا نہیں بلکہ زخموں پر پھائے رکھنا ہے تاکہ معاشرے کے رستے ہوئے ناسور کا علاج بھی ہو جائے اور اصلاح بھی ہو سکے۔

> انسان کے فطری جزبات کا اظہار کئی حوالوں سے مختلف قلمکاروں نے اپنی اپنی یادگارِ زمانہ تحریروں میں کیا ہے لیکن حسن تحریر کا یہ فن اللہ تعالیٰ نے چند ہی لوگوں کو ودیعت کیا ہے۔ جو ایک ماہر جراح کی طرح اس کا استعمال کر کے زخموں کا مداوا بن جاتا ہے۔ فرحین نے قلم کو نشتر کی طرح استعمال کر کے اجڑے ہوئے لوگوں کی بھی زندگی میں اپنے حصے کی خوشیوں کو سمیٹنے کا حق یاد دلایا ہے۔ (۶)

فرحین چودھری کے افسانوں کا سب سے اہم پہلو ناجائز اولاد اور اس سے پیدا ہونے والے مسائل ہیں۔ ان کے بقول ناجائز اولاد کی بڑی وجہ فحاشی، بے حیائی جنسی بے راہ روی اور جہالت ہے۔ اس ایک موضوع پر انہوں "میٹھا سچ" میں چار افسانے لکھے ہیں لیکن کسی بھیافسانے میں تکرار یا یکسانیت نہیں پائی جاتی۔ "نقب زن"، "جمعرات کی چادر"، "سپنی" اور "باسٹرڈ کون" ان تمام افسانوی کا موضوع ناجائز اولاد ہے لیکن تمام افسانوں کے کردار الگ الگ ہیں۔ نقب زن مین ایک جوان لڑکی والد کی بے جا پابندیوں س ء تنگ آکر بغاوت پر اُتر کو اپنے بدصورت کالے کلوٹے ملازم کے ساتھ ناجائز تعلقات بنا کر کنواری ماں بن جاتی ہے۔ جمعرات کی چادر میں روبی محبت کے نام پر شوکت کے جال میں پھنس کر اپنی عزت گنوا بیٹھتی ہے اور شوکت دھوکہ دینے کے بعد آرام سے ملک سے

ISSN(**Print**): 2709-9636 | ISSN(**Online**): 2709-9644
Volume 2, Issue IV, (October to Decmber2021)

فرار ہو کر روبی کو ساری زندگی کا دکھ دے جاتا ہے۔ سپنی افسانے میں ایک شادی شدہ عورت جس کا تعلق ایک امیر گھرانے سے ہوتا ہے وہ بھی ایک ناجائش اولاد کو جنم دیتی ہے۔ یہ تمام کردار چونکہ اپنی ناجائز اولاد کو زندہ پھینک دیتے ہیں جو کتے بلیوں کی خوراک بن جاتے ہیں۔ فرحین چودھری ایسی تمام عورتوں کے لئے سپنی کا استعارہ استعمال کرتی ہیں کیونکہ ان عورتوں میں اور سپنی میں یہ قدر مشترک ہے کہ دونوں اپنی اولاد کو خود ختم کر دیتے ہیں۔ یہ عورتیں معاشرے میں بے حیائی پھیلانے کے ساتھ ساتھ معصوم بچوں کی قاتل بھی ہیں۔ اپنا گناہ چھپانے کے لئے معصوم بچوں کو کچرے میں پھینک کر کتوں بلیوں کی خوراک بنانے والی عورت ماں نہیں بلکہ ایک سفاک قاتل ہیں جو کسی صورت معافی کی قابل نہیں۔ ان کرداروں کی مجبوری کچھ بھی ہو لیکن معصوم جان کے ساتھ درندگی کا سلوک کر کے وہ ساری انسانیت کی مجرم بن جاتی ہیں ایسی عورتوں کے لئے کسی کے دل میں رحم اور ہمدردی پیدا نہیں ہوتی بلکہ سب ان سے نفرت کرتے ہیں۔

> فرحین کا قوت مشاہدہ بھی بہت تیز ہے اور سماجی مطالعہ بھی کمال درجے کا ہے۔ انہوں نے اپنے افسانوں میں جن موضوعات کو چنا ہے وہ ہمارے سماج کے سلگتے موضوعات ہیں۔ فرحین کا سارا سفر سچ کی تلاش کے گرد گھومتا ہے۔ (۷)

بہت سے نوجوان اعلیٰ تعلیم حاصل کر کے بیرن ملک جا کر اپنے خاندان کے مالی حالات ٹھیک کرنے کے لئے بیرون ملک ملازمت کا شوق رکھتے ہیں تا کہ جلد سے جلد زیادہ سے زیادہ پیسہ کما کر اپنے والدین کے تمام ارمان پورے کریں۔ Sanctioned افسانہ بھی ایسے ہی تین نوجوانوں کی کہانی ہے۔ جو امریکہ ملازمت کے لئے جاتے ہیں لیکن وہاں نائن الیون کے بعد حالات پلٹا کھا جاتے ہیں اور مسلمانوں کے لئے امریکہ میں رہنا ناممکن ہو جاتا ہے۔ نوجوانوں کو دہشت گردی کے الزام میں گرفتار کر کے اُن کو بے پناہ ذہنی وجسمانی اذیت دی جاتی ہے جس سے وہ نفسیاتی مریض بن جاتے ہیں اور جب وہ مکمل پاگل ہو جاتے تو ان کو ملک بدر کیا جاتا۔

> حسن کو تو دہشت گرد کا مطلب ہی یہاں آ کر سمجھ میں آیا تھا۔۔۔ یہ انکشاف بھی حیران کن تھا کہ اس سے محبت کرنے والے، روایتوں سے جڑے محنتی ہم وطن دہشت گرد کہلاتے ہیں۔ اس کا ذہن اس بات کو تسلیم کرنے سے انکاری تھا اور یہی اس کا جرم بن گیا۔ (۸)

لڑم پشتو زبان کا لفظ ہے۔ بچھو کو لڑم کہا جاتا ہے۔ لڑم ایک ایسا کردار ہے جو انسانوں سے بیزار جنگل میں جنگلی جانورں کے ساتھ خوش ہے کیونکہ وہ انسانون کے ظلم وستم اور قتل وغارت گری سے تنگ ہے اُس کے مطابق اپنے لئے توزندگی گزارنا جانور کو بھی آتا ہے۔ لڑم اپنے آپ کو انسان اور باقی لوگوں کو زندہ لاشیں کہتا ہے۔

میں انسان ہوں۔۔۔۔ فطری انسان۔۔۔۔ خالص زندہ انسان۔۔۔ تمھاری بستیوں میں
میں اب زندہ لاشیں موجود ہیں۔۔ (۹)

لڑم ایک بے ضرر اور سادہ انسان ہے جو خدمت خلق پر یقین رکھتا ہے۔ وہ دوسرے انسانوں سے مایوس ہوچکا ہے جو ہر قسم کی برائیوں کا شکار ہوکر انسانیت بھول گئے ہیں۔

فرحین چودھری کے افسانے لڑم کا کردار اپنے نام کی مناسبت سے بہت دلچسپ ہے لڑم پشتو زبان میں بچھو کو کہتے ہیں اور بچھو سے اپنی خصلت کی وجہ سے کسی اچھائی کی توقع نہیں کی جاتی۔ مگر افسانے کا لڑم بڑے فخر سے کہتا ہے میں انسان ہوں فطری انسان خالص زندہ انسان تمھاری بستیوں میں اب زندہ لاشیں موجود ہیں یہ لڑم گلی کے آوارہ کتوں کو کھانا کھلانے کے ساتھ بھٹکے ہوئے مسافروں کی مدد بھی کرتا ہے۔ وہ صرف نام کا لڑم ہے۔ فطرت کا نہیں۔ (۱۰)

فرحین چودھری کے افسانوں کے موضوعات میں رنگا رنگی پائی جاتی ہے۔ اگر وہ ناجائز اولاد اور اس کے قتل پر دکھی ہیں تو وہ غریبوں کی غربت کی وجہ سے بھی پریشان ہیں۔ جہاں وہ دہشت گردی سے پریشان ہیں تو وہاں وہ انسانی رشتوں کی اہمیت بھی جتاتی ہیں۔ وہ کہیں بھی جمود یا یک رنگی کا شکار نہیں ہوتیں بلکہ اپنے موضوعات میں تنوع پیدا کرنے کی کوشش کرتی ہیں۔

فرحین کے افسانوں کا موضوع محدود نہیں نہ ہی اس کے کرداروں کی مظلومی کسی خاص جبر کا نتیجہ ہے بلکہ اس کا نشانہ وہ منافقت ہے جو تہہ در تہہ سارے معاشرے میں موجود ہے۔ اس میں سارے طبقے کے لوگ ملوث ہیں۔۔ یہ ملمع زدہ لوگ جہاں بھی ہوں فرحین کی فنکارانہ نظر انھیں تلاش کرلیتی ہے۔ (۱۱)

فرحین چودھری نے اپنے افسانوں میں سماج کے مسائل کی خوب صورت عکاسی کی ہے۔ وہ عورتوں کے استحصال اور ان پر ہونے والے ظلم کے خلاف قلم اٹھاتی ہیں تو وہ کبھی وہ غریبوں کی آواز بن جاتی ہے۔ اور اُن

کے اخلاص اور محبت سے بھرپور دل کی صدا سنتی ہے۔ کبھی وہ معاشرے میں پھیلتی عریانی و فحاشی کے خلاف آواز اُٹھاتی ہے، تو کبھی دہشت گردی کے خلاف بولتی ہے۔ وہ نوجوانوں کے مسائل سے بھی آگاہ ہے۔ وہ اُن کی بے چینی و بیقراری کے بارے میں جانتی ہے۔ فرحین چودھری کے ہاں ان مسائل کے علاوہ بھی سماج کے ایسے بہت سے مسائل ملتے ہیں جو معاشرے میں بگاڑ کا سبب بن رہے ہیں۔ وہ معاشرے کے سُلگتے ہوئے مسائل کو خوب صورتی سے بیان کرنے کا ہنر جانتی ہیں۔

فرحین چودھری کا اسلوب نہایت سادہ اور روان ہے۔ وہ چھوٹے چھوٹے جملوں میں بڑی بڑی باتیں کہہ جاتی ہیں۔ اُن کی تحریر میں بناوٹ نہیں بلکہ دلکشی ہے۔ اسلوبیاتی تناظر میں بھی اُن کے افسانے فنی کمزوری یا کسی کوتاہی کے شکار نظر نہیں آتے ہیں۔ وحدت تاثر اور پلاٹ جیسی فنی باریکیوں سے لے کر کردار اور مکالموں کے حوالے سے بھی یہ افسانے کسی پختہ کار افسانہ نگار کی تخلیقات کے ہم پلہ ہیں۔

حوالہ جات

۱۔ نسیم سحر۔ مکتوب بنام فرحین چودھری۔ مارچ ۲۰۱۸ء

۲۔ فرحین چودھری۔ میٹھا سچ۔ سخن پبلی کیشنز لاہور۔ ۲۰۱۸ء۔ ص۔ ۸

۳۔ ایضاً۔ ص۔ ۱۶

۴۔ ایضاً۔ ص۔ ۴۲

۵۔ ادبیات سہ ماہی۔ اسلام آباد۔ جنوری تا جون۔ ۲۰۰۷ء

۶۔ اقبال احمد۔ روزنامہ جنگ لاہور۔ ۱۹۹۹ء

۷۔ فتح محمد ملک۔ ذاتی مکتوب بنام فرحین چودھری۔ اسلام آباد۔ اپریل ۲۰۰۰ء

۸۔ فرحین چودھری۔ میٹھا سچ۔ ص۔ ۱۱۵

۹۔ ایضاً۔ ص۔ ۹۴

۱۰۔ قرطاس ادب اخبار سنڈے ایکسپریس۔ جون ۲۰۰۱ء

۱۱۔ ادبیات سہ ماہی۔ اسلام آباد۔ جنوری تا جون۔ ۲۰۰۸ء